قرآن اور دعوت فکر و نظر

The Quran and its call for Contemplation & Observation

Dr. Faizan Jafar Ali

Abstract:
This article deals with the Quranic concepts regarding contemplation and thinking. The words and phrases that are used In the Quran to highlight thinking and pondering include "ulu al-bab" (the people of thought), "tazakkur" (reminder/warning), "ta'aqqul" (critical thinking), and "tafakkur" (contemplation). Of these words and phrases, "fikr wa tafakkur" and its derivatives have a special significance in the Quran, signified by its appearance in the holy book in different forms. The Quranic concept of contemplation is not an abstract type of thinking, detached from observation. Rather, the Quran invites human beings to employ their intellectual and rational faculties to think about the glory and wisdom of God in the universe and to understand the realities so that they may explore the ways of life and knowledge.
Key words: *The Quran, call for Contemplation and Observation, Thinking and Pondering.*

خلاصہ

زیر نظر مقالہ میں قرآن میں غور و فکر سے متعلق بیان شدہ مفاہیم کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔ قرآن نے انسان کو غور و فکر کی دعوت کے لئے جن متعدد الفاظ اور کلمات کا استعمال کیا ہے ان میں 'اولوالالباب' 'تذکر' 'تدبر' 'تعقل' اور 'تفکر' قابل ذکر ہیں۔ ان تمام الفاظ و کلمات میں فکر و تفکر سے متعلق کلمات اور ان کے مشتقات کو قرآن میں خاص اہمیت حاصل رہی ہے اور اس کا تذکرہ متعدد مقامات پر مختلف صورتوں میں بیان ہوا ہے۔ قرآن کریم جس قسم کے تفکر و تعقل اور غور و فکر کی دعوت دیتا ہے وہ محض اپنی خام خیالی کے محور پر سوچنا اور محسوس حقیقتوں سے بے خبر رہتے ہوئے ان ہی خیالات کو فلسفی انداز فکر دینا نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کائنات میں موجود تمام تخلیق کے بارے میں آیات و نشانیوں کو بیان کرتے ہوئے انسانی عقل کو بیدار کرتا ہے تاکہ انسان اپنی شعوری قوتوں کو کائنات میں خداوند عالم کی عظمت اور حکمت کی نشانیوں پر غور و فکر کے لئے کام میں لائے اور اپنی خام خیالیوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے آزاد فکری کے ساتھ حقائق کا ادراک کرتے ہوئے زندگی اور علم کی راہوں کو ہموار کرتا رہے۔
کلیدی کلمات: قرآن، دعوت فکر و نظر، غور و فکر۔

تمہید

کاروان بشریت عقل و فکر کے سائے میں مسلسل کمال کی جانب گامزن ہے اور عقل کی مدد سے زندگی کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو دور کرنے میں مصروف ہے اور ہر روز میدان کا رزار میں مشکلات کے مورچے فتح کر رہا ہے، لیکن آج عقل کے کرشموں نے دور حاضر کے انسانوں کی آنکھوں کو چکا چوند کر دیا ہے وہ محض عقل کا شیفتہ و فریفتہ ہو گیا ہے۔ علمی انکشافات ہی کو اس نے اپنی زندگی کا ہدف سمجھ لیا ہے اور اس طرز فکر کے نتیجے میں اس کی یہ فریفتگی سبب بنی کہ انسان غیر محسوس امور اور مبداء ہستی سے براہ راست پیوستہ استعداد اور توانائیوں سے چشم پوشی کرنے لگا۔ اگر مغرور انسان کی نظر دور تر اور وسیع تر افق پر ہوتی اور وہ وسیع پھیلے ہوئے غیر محسوس میدانوں میں قدم بڑھاتا تو ہر گز محض عقل کی جلوہ آرائیوں پر اکتفا نہ کرتا۔ اسلام عقل کی حدود، حقیقی قدر و قیمت اور اس کے میدان عمل سے کاملاً آگاہ ہے اور اسی آگاہی کے مطابق اس کی پرورش اور ہدایت کرتا ہے تاکہ انسان ہستی کے حقائق کو دقت نظر سے دیکھے۔

قرآن کریم عقل کو حکم دیتا ہے کہ جب تک کوئی چیز یقینی طور پر اس کے لئے ثابت نہ ہو اس کی پیروی نہ کرے اور جب تک قطعی دلائل ہاتھ نہ آجائیں کسی چیز کو قبول کرنے سے احتراز کرے۔ " وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولـئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُولاً" (17:36) ترجمہ: "اور جس چیز کے بارے میں تمہیں علم نہ ہو اس پر بھروسہ نہ کرنا کہ روز قیامت سماعت، بصارت اور قوت قلب سب سے سوال کیا جائے گا۔" پھر تاکید کرتا ہے کہ "إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا" (53:28) ترجمہ: " یہ صرف وہم و گمان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں اور گمان حق و حقیقت کی پہچان کے سلسلے میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے۔" پھر محکم دلائل کے ذریعہ ایسی فکری بنیادوں کو جو اندھی تقلید پر رکھی گئی ہیں، منہدم کرتے ہوئے فاقد العقل مقلدین کو خبردار کرتا ہے کہ آباؤاجداد کی بے دلیل اور اندھی تقلید سراسر گمراہی ہے " قَالُواْ بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ شَيْئاً وَلاَ يَهْتَدُونَ" (2:170) ترجمہ: "کہتے ہیں کہ ہم اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے، کیا یہ ایسا ہی کریں گے چاہے ان کے باپ دادا بے عقل ہی رہے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ رہے ہوں۔"

اس مقالہ کے اصل موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے اس بات کی طرف توجہ دینا ضروری ہے کہ قرآن مجید نے غور و فکر کی دعوت دینے کے لئے کن الفاظ کا استعمال کیا ہے اور ان کے معانی و مفاہیم کیا ہیں؟

غور و فکر سے متعلق مختلف الفاظ کا استعمال

ہر زبان کی یہ خاصیت ہوتی ہے کہ اس میں کسی عمل کے اظہار کے لئے کئی الفاظ موجود ہوتے ہیں اسی طرح عربی زبان میں بھی سوچنے اور فکر و نظر کرنے سے متعلق بھی متعدد الفاظ کا استعمال ہوتا ہے۔قرآن میں ہر اس لفظ کا بخوبی استعمال ہوا ہے جو انسانی سوچ اور فکر و نظر سے وابستہ ہے اس مقالہ میں سب سے پہلے ہم ان الفاظ و کلمات کا مختصر جائزہ لیں گے تاکہ ان کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکے۔ ان الفاظ میں اولوا الالباب، تدبر، تذکر اور تفکر کو بیشتر اہمیت حاصل ہے۔

1. اولوا الالباب

الباب، لُب کی جمع ہے جس کا معنی مغز ہے اور " لبّ الشّیء خالصه وخیره " یعنی: کسی چیز کا بہترین اور خالص ہونا اور یہاں پر لُب سے مراد عقل ہے[1]۔ اولوا الالباب ان صاحبانِ لُب کو کہتے ہیں جو عاقل بھی ہوتے ہیں اور دنیا کے باطن سے بھی آگاہی رکھتے ہیں اور دنیا کی تمام موجودات کو الہٰی آیات تصور کرتے ہیں اور خالقِ ہستی کو آیات الٰہی کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ اہل معرفت کی نگاہ میں اولوا الالباب ان کو کہا جاتا ہے جو اشیاء کے لُب اور مغز تک پہنچ جاتے ہیں اور صرف دنیا کی ظاہری چیز تک ہی محدود نہیں رہتے۔[2] خدا وند متعال صاحبانِ خرد کی خصوصیات اس طرح بیان کرتا ہے کہ "أُوْلُوا الْأَلْبَابِ"؛" لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُوْلِي الْأَلْبَابِ" (12:111) ترجمہ: "وہ ہیں جو تاریخ سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔"؛" الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُوْلَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللهُ وَأُوْلَئِكَ هُمْ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ"(39:18)؛ترجمہ: " جو لوگ بات کو غور سے سنتے ہیں، پھر اس کے بہتر پہلو کی اتباع کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت فرمائی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں۔ " وہ بہترین اور برتر منطق کو قبول کرتے ہیں۔" "إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُوْلُواْ الْأَلْبَاب"۔(13:19) ترجمہ: "صرف صاحبان عقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔"

2. تذکر

اس کا اصل مادہ ذَکر ہے جس کا معنی حفظ کرنا اور یاد کرنا ہے اب یہ چاہے زبانی ہو یا قلبی ہو اور اسی طرح یہ یاد کرنا چاہے فراموشی کے بعد ہو یا کسی یادآوری کے بعد ہو۔ ذکر ایک ایسی نفسانی ہئیت ہے کہ انسان جس کے ذریعہ ان چیزوں کو یاد کرسکتا ہے جس کو اس نے دانائی کی بنیاد پر حاصل کیا ہو اور وہ حفظ ہی کی طرح ہے بس فرق یہ ہے کہ حفظ کا مطلب محفوظ رکھنا ہے لیکن ذکر کا مطلب ذہن میں حاضر کرنا ہے۔ خداوند متعال نے قرآن میں دو جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے: ایک سورہ انعام کی آیت نمبر ۸۰ میں " وَحَآجَّهُ قَوْمُهُ قَالَ أَتُحَاجُّونِّي فِي اللّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلاَ أَخَافُ

مَا تُشْرِكُونَ بِهِ إِلاَّ أَن يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا أَفَلاَ تَتَذَكَّرُونَ " ترجمہ: "اور ابراہیم کی قوم نے ان سے بحث کی تو انہوں نے کہا: کیا تم مجھ سے اس اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہو جس نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے؟ اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو ان سے مجھے کوئی خوف نہیں مگر یہ کہ میرا پروردگار کوئی امر چاہے میرے پروردگار کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ کیا تم سوچتے نہیں ہو؟" ان کی طرف اشارہ کرتا ہے جو ہدایت کے راستہ سے خارج ہو گئے ہیں لہٰذا ان کے لئے تذکر و یادآوری ہی حقیقی راہ کے پانے کا ذریعہ ہے اور دوسری جگہ سورہ اعراف کی آیت نمبر ۲۰۱ میں بیان کرتا ہے کہ: "اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۗىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ " ترجمہ: "بے شک جو لوگ اہل تقویٰ ہیں انہیں جب کبھی شیطان کی طرف سے کسی خطرے کا احساس ہوتا ہے تو وہ چوکنے ہو جاتے ہیں اور انہیں اسی وقت سوجھ آجاتی ہے "ان کی طرف اشارہ ہے جو ہدایت کے راستے پر ہیں لیکن خاص ہدایت اور پہلی ہدایت پر پایدار رہنے کے لئے ضروری ہے کہ تذکر و یاد آوری سے کام لیتے رہیں اور غفلت نہ کریں۔

3. تدبر

اس کا اصل مادہ "دُبُر" ہے جس کا معنی کسی بھی چیز کی عاقبت یا اس کی پُشت۔ اس لئے تدبر کسی چیز کی جستجو کے آگے یا پیچھے کے نتائج کو کہتے ہیں۔[3] تدبر اور تفکر میں فرق یہ ہے کہ تفکر کسی موجود کے علل و خصوصیات سے متعلق جستجو کو کہتے ہیں لیکن تدبر اس جستجو کے نتائج سے متعلق تلاش کو کہتے ہیں۔[4] قرآن مجید تدبر کی اہمیت کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: "كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ" (38:29) ترجمہ: "یہ ایک ایسی بابرکت کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں اور صاحبان عقل اس سے نصیحت حاصل کریں" ۔"اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا"۔(47:24) ترجمہ: "کیا لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا (ان کے) دلوں پر تالے لگ گئے ہیں؟"

4. تفکر

فکر یعنی: "الفکر حرکة الی المبادی و من مبادی الی المراد" کسی لازم مقدمات کے بارے میں سوچنا اور تامل کرنا تاکہ وہ چیز انسان کو ایسے مطلوب تک پہنچا سکے جو مجہول ہو۔[5] "فکّر" یعنی انسان کا کسی امر کے بارے میں تحقیق و جستجو کے بعد کسی فکر کو منظّم صورت میں باہر لانا۔[6] "تفکّر" یعنی قوتِ متخیلہ یا متفکرہ کو معلومات کے بارے میں تصرف میں لانا، یعنی عقل کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ جاننے والی چیزوں کو ایک دوسرے سے ربط دے سکے اور اس کے ذریعہ کسی بڑی حقیقت کو حاصل کیا جاسکے اور جس کی عقل اس بات کی طرف آگے نہ بڑھ سکے تو اس کے ذریعہ

اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ سورہ جاثیہ کی ۱۳آیت میں ارشاد ہوتا ہے "وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"۔ ترجمہ: "اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اس نے اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر کیا۔ غور کرنے والوں کے لئے یقیناً اس میں نشانیاں ہیں۔" انسانی کمال و شرافت کا دار و مدار اس کی فکر و دانش پر ہوتا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: تفکر انسان کو نیک کام اور اس پر عمل کرنے کی طرف گامزن کرتا ہے۔[7]

علماء نے فکر کی دو قسمیں بیان کی ہیں: پہلی فکر کا مطلب، دنیوی امور کے حصول کے لئے فکر کرنا۔ دوسری قسم کا مطلب یہ ہے کہ معرفت الٰہی اور حق کی شناخت اور آخرت کے حصول کے لئے فکر کرنا۔[8] بدیہی ہے کہ فکر کرنا ذاتی طور پر ایک اچھا کام ہے لیکن شرط یہ ہے کہ حق کی راہ میں ہو تو اس کی اتنی فضیلت ہو جاتی ہے کہ ایک سال کی عبادت کے برابر قرار پاتی ہے کیونکہ یہی فکر انسان کی سرنوشت کو کلی طور پر بدل سکتی ہے، لیکن اگر یہ فکر کفر و فساد و شیطنت کے راستے پر ہو تو مذموم قرار دی گئی ہے۔[9]

ان مذکورہ چار الفاظ کے استعمال کے علاوہ بھی بہت سے ایسے مقامات قرآن میں موجود ہیں جن میں "افلا ینظرون" یا "الم تروا" "افلا تعقلون" "افلا یتذکرون" جیسے الفاظ و کلمات کا سہارا لے کر انسان کو غور و فکر کی دعوت دی گئی ہے، لیکن موضوع کی طوالت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہم صرف اور صرف کلمہ "فکر و تفکر" پر ہی گفتگو کریں گے۔

قرآن میں "فکر و تفکر" جیسے الفاظ کا استعمال

فکر و تفکر کے صحیح معنی و مفہوم جاننے کے لئے ہم کو یہ دیکھنا پڑے گا کہ قرآن مجید نے کن مقامات پر اس کا استعمال کیا ہے تا کہ صحیح مفاہیم سے آشنا ہو سکیں۔ قرآن میں کلمہ "فکر" کا استعمال نہیں ہوا ہے البتہ اس کے مشتقات مثلاً فَكَّرَ، تفکّرون، یتفکّرون وغیرہ ۱۸ آیتوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ مختصر نگاہ دوڑانے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ غور و فکر سے متعلق کلمات کا استعمال مکی اور مدنی دونوں سوروں میں ہوا ہے۔ ان ۱۸ آیتوں میں سے تیرہ وہ آیتیں ہیں جو مکی ہیں اور مندرجہ ذیل ترتیب میں آخر کی پانچ آیتیں جن میں کلمہ فکر کے مشتقات کا استعمال ہوا ہے وہ مدنی ہیں۔ ہم یہاں پر ان کی طرف مختصر اشارہ کریں گے:

۱۔ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ (74:18) ترجمہ: "اس نے فکر کی اور اندازہ لگایا۔"

۲۔ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ذَّلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُواْ بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (7:176) ترجمہ: "تو اب اس کی مثال اس کتے جیسی ہے کہ اس پر حملہ کرو تو بھی زبان

نکالے رہے اور چھوڑ دو تو بھی زبان نکالے رہے یہ اس قوم کی مثال ہے جس نے ہماری آیات کی تکذیب کی تو آپ ان قصّوں کو بیان کریں کہ شاید یہ غور و فکر کرنے لگیں۔''

۳۔ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم مِّن جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ (7:184) ترجمہ: ''اور کیا ان لوگوں نے یہ غور نہیں کیا کہ ان کے ساتھی (پیغمبر) میں کسی طرح کا جنون نہیں ہے۔ وہ صرف واضح طور سے عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ہے۔''

۴۔ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (10:24) ترجمہ: ''زندگانی دنیا کی مثال صرف اس بارش کی ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا پھر اس سے مل کر زمین سے وہ نباتات برآمد ہوئیں جن کو انسان اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے سبزہ زار سے اپنے کو آراستہ کرلیا اور مالکوں نے خیال کرنا شروع کردیا کہ اب ہم اس زمین کے صاحب اختیار ہیں تو اچانک ہمارا حکم رات یا دن کے وقت آگیا اور ہم نے اسے بالکل کٹا ہوا کھیت بنادیا گویا اس میں کل کچھ تھا ہی نہیں۔ ہم اسی طرح اپنی آیتوں کو مفصل طریقہ سے بیان کرتے ہیں اس قوم کے لئے جو صاحبِ فکر و نظر ہے۔''

۵۔ ''قُل لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ'' (6:50) ترجمہ: ''آپ کہہ دیجیے کہ ہمارا دعوی یہ نہیں ہے کہ ہمارے پاس خدائی خزانے ہیں یا ہم عالم الغیب ہیں اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم ملک (فرشتے) ہیں۔ ہم تو صرف وحی پروردگار کا اتباع کرتے ہیں اور پوچھیے کہ کیا اندھے اور بینا برابر ہو سکتے ہیں آخر تم کیوں نہیں سوچتے ہو۔''

۶۔ ''قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ'' (34:46) ترجمہ: ''پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہیں صرف اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے ایک ایک دو دو کرکے اٹھو اور پھر یہ غور کرو کہ تمہارے ساتھی میں کسی طرح کا جنون نہیں ہے۔ وہ صرف آنے والے شدید عذاب کے پیش آنے سے پہلے تمہارا ڈرانے والا ہے۔''

۷۔ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (39:42) ترجمہ: ''اللہ ہی ہے جو روحوں کو موت کے وقت اپنی طرف بلا لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ہیں ان کی روحوں کو بھی نیند کے وقت طلب کرلیتا ہے اور پھر جس کی موت کا

فیصلہ کرلیتا ہے اس کی روح کو روک لیتا ہے اور دوسری روحوں کو ایک مقررہ مدّت کے لئے آزاد کردیتا ہے اس بات میں صاحبان فکر و نظر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔"

۸۔ و سَخَّرَ لَکُم مَا فی السَّمٰوٰاتِ وَ مَا فی الأرضِ جَمِیعاً مِنهُ اِنَّ فی ذلك لآیات لِقومٍ یتفکّرونَ (45:13) ترجمہ: " اور اسی نے تمہارے لئے زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو مسّخر کردیا ہے بیشک اس میں غور و فکر کرنے والی قوم کے لئے نشانیاں پائی جاتی ہیں۔"

۹۔ یُنبِتُ لَکُم بِہِ الزّرعَ وَ الزّیتونَ و النَّخیلَ و الاَعنابَ وَ مِن کُلِّ الثَّمراتِ اِنَّ فی ذٰلِكَ لآیَةً لِقومٍ یَتفکّرون (16:11) ترجمہ: " وہ تمہارے لئے زراعت، زیتون، خرمے، انگور اور تمام پھل اسی پانی سے پیدا کرتا ہے۔ اس امر میں بھی صاحبانِ فکر کے لئے اس کی قدرت کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔"

۱۰۔ وَ اَنزَلنا اِلَیكَ الذِّکرَ لِتُبَیّنَ لِلنّاسِ ما نُزِّلَ اِلَیهم وَ لَعَلّھُم یتفکّرون (16:44) ترجمہ: "اور آپ کی طرف بھی ذکر کو (قرآن) نازل کیا ہے تاکہ ان کے لئے ان احکام کو واضح کردیں جو ان کی طرف نازل کئے گئے ہیں اور شاید یہ اس بارے میں کچھ غور و فکر کریں۔"

۱۱۔ ثُمَّ کُلِی مِن کُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسلُکِی سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلاً یَخرُجُ مِن بُطُونِھَا شَرَابٌ مُّختَلِفٌ أَلوَانُہُ فِیہِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ إِنَّ فِی ذَٰلِكَ لَآیَةً لِّقَومٍ یَتَفَکَّرُونَ (16:69) ترجمہ: " اس کے بعد مختلف پھلوں سے غذا حاصل کرے اور نرمی کے ساتھ خدائی راستہ پر چلے جس کے بعد اس کے شکم سے مختلف قسم کے مشروب برآمد ہوں گے جس میں پورے عالم انسانیت کے لئے شفا کا سامان ہے اور اس میں بھی فکر کرنے والی قوم کے لئے ایک نشانی ہے۔"

۱۲۔ اَوَلَم یَتفکّروا فی اَنفُسِھِم ما خَلَقَ اللهُ السّموٰاتِ و الأرضَ وَ ما بَینَھُما اِلّا بالحَقِّ وَ اَجَلٍ مُسَمّی وَ اِنَّ کثیراً من النّاسِ بِلِقاءِ رَبِّھِم لکافِرُون (30:8) ترجمہ: " کیا ان لوگوں نے اپنے اندر فکر نہیں کی ہے کہ خدا نے آسمان و زمین اور اس کے درمیان کی تمام مخلوقات کو برحق ہی پیدا کیا ہے اور ایک معین مدّت کے ساتھ لیکن لوگوں کی اکثریت اپنے پروردگار کی ملاقات سے انکار کرنے والی ہے۔

۱۳۔ وَ مِن آیاتہ اَن خَلَقَ لَکُم مِن اَنفُسِکُم اَزواجاً لتَسکُنُوا اِلیھا وَ جَعَلَ بَینَکُم مَوَدَّةً وَ رَحمَةً اِنَّ فی ذلك لآیات لِقومٍ یَتفکّرونَ (30:21) ترجمہ: "اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارا جوڑا تم ہی میں سے پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں اس سے سکون حاصل ہو اور پھر تمہارے درمیان محبت اور رحمت قرار دی ہے کہ اس میں صاحبانِ فکر کے لئے بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔"

۱۴۔ یَسألُونَكَ عَنِ الخَمرِ وَ المَیسِرِ قُل فیهما اِثمٌ کبیرٌ و منافعُ للنّاسِ وَ اِثمُهُما اَکبَرُ مِن نَفعِهِما وَ یَسألُونَكَ ماذا یُنفِقُون قُلِ العَفوَ کذلكَ یُبَیّنُ اللهُ لَکُمُ الآیاتِ لَعَلَّکُم تَتَفکّرُون (2:219) ترجمہ: " یہ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور بہت سے فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ فائدے سے کہیں زیادہ بڑا ہے اور یہ راہ خدا میں خرچ کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہہ دیجئے کہ جو بھی ضرورت سے زیادہ ہو۔ خدا اسی طرح اپنی آیات کو واضح کرکے بیان کرتا ہے کہ شاید تم فکر کرسکو۔"

۱۵۔ اَیَوَدُّ اَحَدُکُم اَن تَکونَ لَهُ جَنّةٌ مِن نخیلٍ وَ اعنابٍ تجری مِن تَحتها الاَنهارُ لهُ فیها من کُلِّ الثمراتِ وَ اصابَهُ الکِبَرُ وَ لَهُ ذُرّیَةٌ ضُعَفاءُ فَاَصابَها اِعصارٌ فیه نارٌ فاحترَقَت کذلكَ یُبَیّنُ اللهُ لَکُمُ الآیاتِ لَعَلّکُم تتفکّرون (266: 2) ترجمہ: " کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے پاس کھجور اور انگور کے باغ ہوں، ان کے نیچے نہریں جاری ہوں ان میں ہر طرح کے پھل ہوں --- اور آدمی بوڑھا ہو جائے، اس کے کمزور بچے ہوں اور پھر اچانک تیز گرم ہوا جس میں آگ بھری ہو چل جائے اور سب جل کر خاک ہو جائے۔ خدا اسی طرح اپنی آیات کو واضح کرکے بیان کرتا ہے کہ شاید تم فکر کرسکو۔"

۱۶۔ الَّذِینَ یَذْکُرُونَ اللّٰهَ قِیَامًا وَقُعُودًا وَعَلَی جُنُوبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (3:191) ترجمہ: "جو لوگ اٹھتے، بیٹھتے، لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں --- کہ خدایا تو نے یہ سب بے کار نہیں پیدا کیا ہے تو پاک و بے نیاز ہے ہمیں عذاب جہنّم سے محفوظ فرما۔"

۱۷۔ وَهُوَ الَّذِی مَدَّ الأَرْضَ وَجَعَلَ فِیهَا رَوَاسِیَ وَأَنْهَارًا وَمِن کُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِیهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی اللَّیْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَتَفَکَّرُونَ (3:13) ترجمہ: " وہ خدا وہ ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں اٹل قسم کے پہاڑ قرار دیئے اور نہریں جاری کیں اور ہر پھل کا جوڑا قرار دیا وہ رات کے پردے سے دن کو ڈھانک دیتا ہے اور اس میں صاحبانِ فکر و نظر کے لئے بڑی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔"

۱۸۔ لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَی جَبَلٍ لَّرَأَیْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُونَ (59:21) ترجمہ: "ہم اگر اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو تم دیکھتے کہ پہاڑ خوف خدا سے لرزاں اور ٹکڑے ٹکڑے ہوا جارہا ہے اور ہم ان مثالوں کو انسانوں کے لئے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ کچھ غور و فکر کرسکیں۔"

مذکورہ آیات کا تجزیہ

1) فکر و تدبر کے بارے میں اتنی زیادہ آیتیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ انسان کی فردی اور سماجی زندگی میں غور و فکر کی بہت اہمیت ہے۔ علامہ طباطبائی اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ: انسان کی زندگی فطری ہے اگر اس کی زندگی کو بغیر ادراک (جسے ہم فکر کہتے ہیں) تصور کریں تو ایسی زندگی میں ثبات نہیں ہوگا اور فکری لحاظ سے زندگی کے لوازمات کی بناء اسی پر ہے کہ انسان کی فکر جتنی صحیح اور بہتر ہوگی اس کی زندگی بھی اتنی ہی مستحکم اور برتر ہوگی لہٰذا زندگی میں ثبات کا پایا جانا انسان کی صحیح فکر پر منحصر ہے۔[10]

2) اکثر آیات کا لب و لہجہ توبیخ کرنے والا ہے جس میں یہ بات بیان نہیں کی گئی ہے کہ تفکر کیا ہے اور دوسری طرف یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ قرآن نے فکر و تدبر کو کسی خاص گروہ سے مخصوص و محدود نہیں کیا ہے بلکہ تمام انسانیت کو اس کی دعوت دی ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ بدیہی اور فطری طور پر غور و فکر کرنا انسان کے وجود میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ہر کوئی اپنے اندر پائی جانے والی اس قوت کا ادراک کر سکتا ہے اور اس کے لوازمات کے ذریعہ سامنے نظر آنے والی اشیاء میں غور و فکر کر سکتا ہے۔

3) تمام آیات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کی نظر میں بغیر شرط و قید کے غور و فکر کرنا ممدوح نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی اہمیت ہے، بلکہ جس کے بارے میں تفکر کیا جارہا ہے اس کے بارے میں جستجو کرنی چاہیے اور اس کو عقل کے ترازو پر پرکھنا چاہیے۔ اگر عقل نے اسے عاقلانہ کام قرار دیا ہو تو وہ ممدوح ہوگا ورنہ مذموم قرار پائے گا۔ سورہ مدثر کی آیت نمبر ۱۸ وہ پہلی آیت ہے جس میں تفکر کو قرآن سے مبارزہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اور خدا نے اس طرح کے تفکر کی شدت کے ساتھ مذمت کی ہے اور ایسا طرز تفکر رکھنے والے کو اخروی عذاب سے ڈرایا ہے کیونکہ ایسا تفکر انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

4) ان قرآنی آیات کے مدّ نظر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ غور و فکر کرنے کی جو صفت ہے وہ صرف اور صرف انسان ہی میں پائی جاتی ہے۔ خدا نے کسی جگہ پر خود کو مفکر یا فکر و تفکر جیسی صفت سے نسبت نہیں دی ہے۔ شاید اس کا راز یہ ہے کہ چونکہ فکر و نظر کا جو سسٹم ہے وہ انسانی محسوسات کو بروئے کار لاتے ہوئے مجہولات سے معلومات کی طرف حرکت کرتا ہے جبکہ خدا کے یہاں نہ صرف یہ کہ مجہول کا

کوئی معنی و تصور نہیں ہے، بلکہ خداوند عالم تو جسم و جسمانیات سے مبرا و منزہ ہے کہ اس کو مجہولات سے معلومات کو حاصل کرنے کے لئے انسان کی طرح حواس کی ضرورت پڑے۔

5) بعض آیات میں خدا کے ذکر کے بعد زمین وآسمان کی خلقت کے بارے میں غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہوئے صاحبان فکر و نظر کو اولوالالباب کہا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت ۱۹۱ میں مذکور ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تفکر کا رابطہ باقاعدہ طور پر عقل سے ہوتا ہے اور امام علی علیہ السلام نے ایک حدیث میں تفکر کو انسانی عقل کی بنیاد قرار دیا ہے: ''اَصْلُ العَقْلِ الفِکْرُ وثَمَرَتُهُ السَّلامَةُ'' یعنی: عقل کی اساس و بنیاد غور و فکر کرنا ہے جس کا نتیجہ اس کی سلامتی ہے۔[11] یقینا بیرونی دنیا ہمارے وجود میں نہیں آسکتی بلکہ اس کی تصویر اور شکل کو ہم اس کے وسیلہ کے ذریعہ پہچان سکتے ہیں اسی لئے بیرونی دنیا سے متعلق شناخت، کسی نہ کسی وسیلہ کے ذریعہ ہی قابل امکان ہے جس کا ادراک ہم اپنے کان اور آنکھ سے کر سکتے ہیں اور یہ ذرائع جو کچھ بھی بیرونی دنیا میں دیکھتے ہیں وہ ہمارے ذہن کو منتقل کرتے ہیں اور ہم اس ڈیٹا کو عقل و فکر کی کسوٹی پر تولتے ہوئے تجزیہ اور تحلیل کرتے ہیں۔[12]

6) قرآن مجید نے فکر و تفکر کی دعوت دینے کے ساتھ ساتھ غور و فکر کرنے کے منابع اور سرچشموں سے بھی آگاہ کیا ہے تاکہ اس کے وسیلہ سے انسانی فکر اس ہدایت کے راستہ کو پا سکے جو اس کے لئے سودمند ہو۔[13]

مذکورہ بالا آیات کا جائزہ لینے کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید نے جس فکر و نظر کی دعوت دی ہے وہ تین چیزوں میں غور و فکر کرنا ہے: ۱۔ فطری دنیا ۲۔ انسانی (انفسی) دنیا ۳۔ تاریخی دنیا۔[14] آسمان و زمین کی خلقت، فطری دنیا کی ایسی نشانیاں ہیں جس کے قوانین قابلِ مشاہدہ ہیں اور یہ ایسے موارد ہیں کہ قرآن نے بارہا انسان کو اس قدرتی و فطری دنیا کو سمجھنے کے لئے فکر و نظر کی دعوت دی ہے۔ انسانی خلقت کی کیفیت اور اس کے دقیق اور قوی و ضعیف نقاط کو ہم انسانی یا انفسی دنیا سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی طرح گذشتہ قوموں کے قصے اور ان سے عبرت آموزی کو ہم نے تاریخی دنیا سے تعبیر کیا ہے۔

قرآن اور دعوت فکر و نظر

تمام باتوں کو سمیٹتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم جس قسم کے تفکر و تعقل اور غور و فکر کی دعوت دیتا ہے وہ محض اپنی خام خیالی کے محور پر سوچنا اور محسوس حقیقتوں سے بے خبر رہتے ہوئے ان ہی خیالات کو فلسفی انداز فکر دینا نہیں ہے، بلکہ قرآن مجید تخلیق عالم کے بارے میں آیات و نشانیوں کو بیان کرتے ہوئے انسانی عقل

کو بیدار کرتا ہے تاکہ انسان اپنی شعوری قوتوں کو کائنات میں حق تعالی کی عظمت اور حکمت کی نشانیوں پر غور و فکر کے لئے کام میں لائے اور اپنی خام خیالیوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے آزاد فکری کے ساتھ حقائق کا ادراک کرے اور اوہام و خرافات کے تاریک وادیوں میں سرگردان و پریشان نہ ہو تاکہ اس کے حواس و ادراک ایک ایسی حقیقی روح سے پیوست ہو جائیں جو پوری کائنات میں جاری ہے اور یہی عقل کی اعلیٰ ترین فضیلت ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان بھی کیا ہے کہ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر انسانوں کو عالم ہستی کی ایک ایک چیز کے بارے میں غور و فکر کی ترغیب دلائی ہے اور فکر و تعقل کی دعوت دی ہے تاکہ اس کے ذریعہ خدا کی معرفت حاصل کرسکے اور یہ انسان دنیا میں موجود تمام علوم سے آشنا ہوسکے۔ ارشاد ہوتا ہے: آسمانوں اور زمین کی خلقت میں، رات دن کے آنے جانے میں، انسانوں کے فائدے کے لئے دریا میں چلنے والی کشتیوں میں، خدا کی طرف سے آسمان سے نازل ہونے والے پانی میں، جس نے زمین کو موت کے بعد زندگی دی ہے اور ہر طرح کے چوپائے اس میں پھیلے ہوئے ہیں، ہواؤں کے چلنے میں اور آسمان و زمین کے درمیان مسخر کئے جانے والنے بادلوں میں صاحبان عقل یا غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ کی نشانیاں پائی جاتی ہیں۔(2:164) اور سورہ آل عمران کی ۱۹۰ویں آیت میں یوں ارشاد ہوتا ہے: ”اور اسی نے تمہارے رات دن اور آفتاب و ماہتاب سب کو مسخر کردیا ہے اور ستارے بھی اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ بیشک اس میں بھی صاحبانِ عقل کے لئے قدرت کی بہت سی نشانیاں پائی جاتی ہیں“۔(16:12)

اس کے علاوہ سورہ حم سجدہ کی ۹ویں، ۱۲ ویں آیت میں، سورہ الملک کی آیت نمبر ۳ و ۴ میں، سورہ فرقان کی ۶۱ و ۶۲ ویں آیات میں، سورہ انبیاء کی ۳۰ و ۳۳ آیات میں، سورہ یونس کی پانچویں آیت میں، سورہ رعد کی تیسری اور چوتھی آیات میں، سورہ نحل کی دس سے لے کر چودھویں آیات میں، سورہ انعام کی ۹۵ سے ۹۹ تک کی آیات میں اور سورہ روم کی آیت نمبر ۸، ۲۱، ۲۲، ۲۴، ۵۰ میں اور سورہ عنکبوت کی انیسویں اور بیسویں آیات میں خداوند متعال اپنی قدرت کی جلوہ آرائیوں کے نمونے بیان کرتا ہے اور انسانوں کو دعوت فکر و نظر دیتا ہوا نظر آرہا ہے۔

بعض مقامات پر خداوند عالم انسانوں کے وجود کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتا ہے: ” أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ“ (47:24) ترجمہ: ”تم قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے؟“ یا ”اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ “(88:17) ترجمہ: ”کیوں نہیں اس اونٹ کو دیکھتے اور سوچتے کہ ہم نے اسے کس طرح خلق کیا ہے؟“ ”وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ“ (88:18) ترجمہ: ”آسمان کو دیکھو اور سوچو کہ اسے کیسے بلند کیا ہے؟“ ”وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ“ (88:19) ترجمہ: ”پہاڑوں کو دیکھو اور سوچو کہ اسے کیسے نصب کیا ہے؟“ ”وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ“ (88:20) ترجمہ: ”زمین کو دیکھو اور سوچو کہ اسے کیسے بچھایا ہے؟“ یا ”كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ“ (2:242) ترجمہ: ”اور اسی

طرح اللہ نے تمہارے لئے بہت سی نشانیاں قائم کی ہیں شاید تم عقل سے کام لو"۔ "لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" (21:10) ترجمہ: "ہم نے تمہاری طرف کتاب بھیجی ہے جس میں خود تمہارا ہی ذکر ہے، تم کیوں نہیں عقل سے کام لیتے؟"۔ مذکورہ تمام آیات سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دنیا میں جتنی بھی چیزیں موجود ہیں ان سب میں خدا نے اپنے بندوں کو غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے بلکہ ارشاد ہوتا ہے: "وَسَخَّرَ لَكُمْ مَافِي السَّمَاوَاتِ وَمَافِي الْأَرْضِ جَمِيعًا" (45:13) ترجمہ: "جو کچھ بھی زمین میں ہے اور جو کچھ بھی آسمان میں ہے اے میرے بندوں ہم نے تمہارے لئے بنایا ہے۔" لیکن پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ان تمام چیزوں کا وہی لوگ ادراک کر پائیں گے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں: "إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ" (45:13) ترجمہ: "بیشک ان میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔"

پروردگار عالم اپنے بندوں کو صاحب علم و صاحب بصیرت دیکھنا چاہتا ہے اور کوئی بھی علم بغیر غور و فکر کے حاصل نہیں ہو سکتا ہے اسی لئے وہ اپنے بندوں کو بار بار اور متعدد مقامات پر اپنی قدرت کی نشانیوں کو بیان کرکے دعوت فکر و نظر دیتا ہے کیونکہ جب انسان دنیا اور عالم ہستی کی چیزوں میں غور و فکر کرے گا تو علم کی طرف راغب ہوگا جس طرح اگر کوئی انسان ستاروں کے بارے میں غور و فکر کرنا چاہے کہ یہ ستارے کہاں پر واقع ہیں؟ زمین سے کتنی دوری پر ہیں؟ زمین سے بڑے ہیں یا چھوٹے؟ تو اس کو علم نجوم کی ضرورت ہوگی اور علم نجوم کا سہارا لینا پڑے گا جو اسے سارے سوالات کا جواب دیدے گا اسی طرح دوسرے علوم بھی غور و فکر کے نتیجے میں دستیاب ہوتے ہیں۔ مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: "لَا علمَ کا التفکر" تفکر جیسا کوئی علم نہیں ہے۔[15] یعنی جب انسان غور و فکر کرتا ہے تو علم کے ارتقائی منازل و مراحل کو طے کرنے لگتا ہے اور اسی تفکر کے نتیجے میں وہ صاحب بصیرت ہو جاتا ہے۔ امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں "مَن تفکر اَبصَرَ"[16] پھر ارشاد فرماتے ہیں: "صاحب بصیر وہی ہے جو سنے تو غور بھی کرے اور دیکھے تو نگاہ بھی کرے اور پھر عبرتوں سے فائدہ حاصل کرکے اس سیدھے اور روشن راستے پر چل پڑے جس میں گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے پرہیز کرے اور شبہات میں پڑ کر گمراہ نہ ہو جائے"۔[17]

ماہرین علوم کے مطابق علم تین طریقوں سے حاصل ہوتا ہے۔ پہلا مشاہدہ ہے جس کے لئے انسانی تجربہ بھی ضروری ہے۔ کائنات کے ہر ذرے میں قدرت نے حکمت کے ایسے موتی پروئے ہیں جن پر غور کرنے سے انسان کے لئے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں حافظ کا یہ شعر علم بالمشاہدہ کے لئے کافی ہے:

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار　　　　ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

یعنی اولوالالباب کے لئے عقل والوں کے لئے ہر درخت کا ہر سبز و سرخ پتہ خالق کی معرفت کا ایک ضخیم دفتر ہے۔
سائنس کی ابتدا مشاہدے سے ہوتی ہے اور مشاہدہ تجربے سے فروغ پاتا ہے۔ کشش ارضی کا اصول نیوٹن کو کلاس روم سے نہیں ملا بلکہ درخت سے پھل گرنے کے مشاہدے سے ملا ہے۔ اسی طرح ریل کا انجن بنانے والے کو اس کا خیال بھاپ کے مشاہدے سے ملا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے تفکر و تدبر پر زور دیا ہے کیونکہ تفکر و تدبر علم کا پہلا زینہ ہے اور علم کا نکتہ آغاز "روح تجسّس" ہے یعنی " اسپرٹ آف انکوئری"۔ فضا میں اڑنا، سمندروں کی تہ تک پہنچنا، ستاروں کو ناپنا، تنکوں کو توڑ کر بجلی کی قوت پیدا کرنا، کوئلے کو انرجی میں بدلنا وغیرہ یہ سب انسان کی "روح تجسّس" کے ثمرات ہیں۔
علم کے حصول کا دوسرا طریقہ فلسفہ ہے جہاں نہ مشاہدہ کام آتا ہے نہ تجربہ جیسے روح، خوشبو، درد، نیکی، سچائی، توقیر، اخلاق، عزت، نعمت، حکمت، لذت، اقدار اور افکار جو دکھائی نہیں دیتے یہ چیزیں نہ بازار میں بکتی ہیں نہ کسی تجربے کی میز پر لائی جاسکتی ہیں ان کو سمجھنے کے لئے عقل کی جلا چاہیے اور عقل کی جلا استاد اور راہبروں کے بتانے سے آتی ہے۔
علم کے حصول کا تیسرا طریقہ الہام ہے یہاں عقل بھی کام نہیں آتی یعنی مشاہدے کے لئے تجربہ چاہیے فلسفہ کے لئے عقل درکار ہے لیکن الہام نہ تجربہ کا محتاج ہے نہ عقل کا، یہاں حقایق کا پردہ فاش ہوتا ہے وحی کے ذریعہ، موسیٰ کا ید بیضا، عیسیٰؑ کی مسیحائی اور پیغمبر اکرم ﷺ کا معجزہ شق القمر یہ سب اسی زمرے میں آتے ہیں۔
علم کے پہلے طریقہ کو خاص اہمیت حاصل ہے جس کے بارے میں خدا نے بارہا ذکر کیا ہے کہ ہم نے دنیا میں تمہارے لئے بہت سی نشانیاں پیدا کی ہیں مگر ان نشانیوں کو وہی افراد دیکھ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں جو غور و فکر اور تدبر سے کام لیتے ہیں۔ جب انسان غور و فکر کرتا ہے تو بصیر ہونے لگتا ہے اور اپنے غور و فکر کے نتیجہ میں بصیر ہونے کے بعد تجربہ کی منزل میں آتا ہے تو دنیا کے راز اس کے سامنے آشکار ہونے لگتے ہیں جس کے نتیجہ میں معرفت خداوندی کا دروازہ اس کے سامنے کھلنے لگتا ہے اور عقل انسانی یہ کہہ اٹھتی ہے خداوندا! تو ہی کائنات کا پیدا کرنے والا ہے اور تو ہی وحدہ لاشریک ہے تو نے یہ تمام چیزیں بیکار پیدا نہیں کی ہیں جن کے بارے میں خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے: "جو لوگ اٹھتے بیٹھے لیٹتے خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں: رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا " (3:191) ترجمہ: "خدایا! تو نے یہ سب بیکار پیدا نہیں کیا ہے۔"
اسی لئے احادیث میں بھی غور و فکر کرنے والے انسان کو بہت اہمیت دی گئی ہے حتی ارشاد ہوتا ہے: "مَن تفکر ساعة مِن عبادة ستين سنة"[18] یعنی ایک لمحہ کی صحیح فکر، ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ دوسری جگہ پر

مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام نصیحت فرماتے ہیں کہ ”خود کو غور و فکر سے عشق اور اسی طرح استغفار کا عادی بناؤ کیونکہ یہ روش تمہاری خامیوں اور خرابیوں کو نہ صرف دور کرے گی بلکہ تمہارے ثواب میں اضافہ کا بھی باعث ہوگی“۔[19] ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ غور و فکر کے نتیجے میں معرفت خداوندی کے دریچے کھلتے ہیں اور استغفار سے تقویٰ میں اضافہ ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اول الدین معرفته“[20] دین کی ابتدا پروردگار عالم کی معرفت سے ہے۔

فرانسیسی مصنف موریس بوکائلے لکھتا ہے۔ ”قرآن ہمیں جہاں جدید سائنس کو ترقی دینے کی دعوت دیتا ہے، وہاں خود اس میں قدرتی حوادث سے متعلق بہت سے مشاہدات و شواہد ملتے ہیں اور اس میں ایسی تشریحی تفصیلات موجود ہیں جو جدید سائنسی مواد سے کلی طور پر مطابقت رکھتی ہیں، یہودی، عیسائی، تنزیل میں ایسی کوئی بات نہیں۔ وہ مزید کہتا ہے کہ ”لہٰذا یہ بات مکمل طور پر صحیح ہے کہ قرآن کو وحی آسمانی کا اظہار سمجھا جائے لیکن ساتھ ہی اس استناد کے سبب جو اس سے فراہم ہوتی ہے نیز ان سائنسی بیانات کی وجہ سے جن کا آج بھی مطالعہ کرنا بنی نوع انسان کے لئے ایک چیلنج ہے، اس حوالے سے اس کو ایک انتہائی خصوصی مقام حاصل ہے“۔[21]

ماہ رمضان کی وہ باعظمت رات جسے شب قدر کہا جاتا ہے اور خداوند عالم جس کے لئے ارشاد فرماتا ہے: ”اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ“ ترجمہ: ”ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا اور تم کیا جانو شب قدر ہے کیا؟ شب قدر ہزار راتوں سے افضل ہے۔“ احادیث میں بھی شب قدر کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے اور ان راتوں میں سورہ روم، سورہ دخان اور سورہ عنکبوت پڑھنے کی تاکید بھی کی گئی ہے شاید اس کی ایک وجہ یہ ہو کہ جب آپ ان تینوں سوروں کی معنویت کو دیکھیں تو نظر آئے گا کہ خداوند عالم اپنے بندوں کو عالم ہستی کی چیزوں میں غور و فکر کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔ یعنی خداوند متعال ان راتوں میں بندوں کو فقط رات بھر جاگنے کی دعوت نہیں دے رہا ہے، بلکہ دنیا کی خلقت اور اپنی معرفت کی دعوت دے رہا ہے کیونکہ جب انسان غور و فکر کے نتیجے میں معرفت کے کمال کو پالے گا تب سورہ قدر کی بقیہ آیات کے مفہوم کو سمجھ سکتا ہے کہ ارشاد ہوتا ہے: تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِّنۡ كُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ“ ترجمہ: ”فرشتے اور روح اس شب میں اپنے رب کے اذن ے تمام (تعیین شدہ) حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔ یہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔“

*****

حوالہ جات

1۔ حسین بن محمد، راغب اصفہانی، *المفردات فی غرایب القرآن* (دار العلم الدار الشامیۃ، 1412ھ) 105؛ محمد حسین طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، ج2 (قم: دفتر انتشارات اسلامی، 1420ھ) 608۔

2۔ عبداللہ جوادی، آملی، *تسنیم*، ج16 (قم: اسراء، 1388ش) 602۔

3۔ حسین بن محمد، راغب اصفہانی، *المفردات فی غرایب القرآن* (دار العلم الدار الشامیۃ، 1412ھ) 307۔

4۔ ناصر، مکارم شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج4 (تہران: دار الکتاب الاسلامیہ، 1374 شمسی اور ایڈیشن 29، 1384 شمسی) 29-28۔

5۔ حسن، مصطفوی *تفسیر روشن*، ج7، (تہران: کتاب، 1380 شمسی) 388؛ عبدالحسین طیب، *اطیب البیان فی تفسیر القرآن*، ج12 (تہران: انتشارات اسلام، 2 ایڈیشن، 1378 شمسی) 113۔

6۔ گروہ مترجمین، *تفسیر ہدایت*، ج17 (مشہد: بنیاد پژوہش ہای اسلامی آستان قدس رضوی، 1377 شمسی) 86۔

7۔ محمد یعقوب، کلینی، *اصول کافی* ترجمہ سید جواد مصطفوی، ج2، باب التفکر، روایت 5 (تہران: علمیہ السلامیہ، 1391 شمسی) ندارد۔

8۔ عبدالحسین، طیب، *اطیب البیان فی تفسیر القرآن*، ج13 (تہران: انتشارات اسلام، ایڈیشن 2، 1378 شمسی) 274۔

9۔ ناصر، مکارم شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج25 (تہران: دار الکتاب الاسلامیہ، 1374 شمسی اور 29 ایڈیشن، 1384 شمسی) 228

10۔ محمد حسین، طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، ج5 (قم: دفتر انتشارات اسلامی، 1420ھ) 414۔

11۔ عبدالواحد، تمیمی آمدی، *غرر الحکم ودرر الکلم* (قم: دفتر تبلیغات، 1366ش) 52۔

12۔ ناصر، مکارم شیرازی، *تفسیر نمونہ*، ج11 (تہران: دار الکتاب الاسلامیہ، 1374 شمسی اور 29 ایڈیشن، 1384 شمسی) 336۔

13۔ مرتضی، مطہری، *انسان و ایمان* (تہران: انتشارات صدر، 1357ش) 91۔

14۔ محمد حسین، طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، ج3، (قم: دفتر انتشارات اسلامی، 1420ھ) 88۔ مرتضی مطہری، انسان و ایمان (تہران: انتشارات صدر، 1357ش) 92۔

15۔ سید محمد، رضی، *نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، حکمت نمبر 113 (گولہ گنج لکھنؤ: تنظیم المکاتب، 2005ء) 671۔

16۔ سید محمد، رضی، نہج البلاغہ، نامہ 31، 537۔

17۔ سید محمد، رضی، نہج البلاغہ، خطبہ 153، 258۔

18۔ محمد باقر، مجلسیؒ، *بحار الانوار*، ج 66 (بیروت: موسسہ الوفاء، ندارد) 293۔

19۔ عبدالواحد، تمیمی آمدی، *غرر الحکم ودرر الکلم* (قم: دفتر تبلیغات، 1366ش) 189۔

20۔ سید محمد رضی، *نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، خطبہ 1 (گولہ گنج لکھنؤ: تنظیم المکاتب، 2005ء) 27۔

21۔s بوکائلے، موریس، *بائیبل قرآن اور سائنس*، ترجمہ: ثناء الحق صدیقی (سیالکوٹ: وقاص پبلشرز 2000ء) 18۔

کتابیات

1) حسین بن محمد، راغب اصفہانی، *المفردات فی غرایب القرآن*, دارالعلم الدار الشامیة، 1412ھ۔

2) طباطبائی، محمد حسین، *المیزان فی تفسیر القرآن*، قم، دفتر انتشارات اسلامی، 1420ھ۔

3) آملی، عبداللہ جوادی، *تسنیم*، قم، اسراء، 1388ش۔

4) مکارم شیرازی، ناصر، *تفسیر نمونہ*، تہران، دارالکتاب الاسلامیہ، 1374 شمسی اور ایڈیشن 1384 شمسی۔

5) مصطفوی, حسن، *تفسیر روشن*، تہران, کتاب، 1380 شمسی۔

6) عبدالحسین طیب، اطیب البیان فی تفسیر القرآن، تہران، انتشارات اسلام، 2 ایڈیشن، 1378 شمسی۔

7) گروہ مترجمین، *تفسیر ہدایت*، مشہد، بنیاد پژوہش ہای اسلامی آستان قدس رضوی، 1377 شمسی۔

8) کلینی، محمد یعقوب، *اصول کافی* ترجمہ سید جواد مصطفویؒ، باب التفکر، روایت 5 تہران، علمیہ السلامیہ، 1391 شمسی۔

9) عبدالحسین، طیب، *اطیب البیان فی تفسیر القرآن*، تہران، انتشارات اسلام، 1378 شمسی۔

10) تمیمی آمدی، عبدالواحد، *غرر الحکم و درر الکلم*، قم، دفتر تبلیغات، 1366ش۔

11) مطہری، مرتضی، *انسان و ایمان*، تہران، انتشارات صدر، 1357ش۔

12) رضی، سید محمد، *نہج البلاغہ*، ترجمہ: سید ذیشان حیدر جوادی، گولہ گنج لکھنؤ، تنظیم المکاتب، 2005ء۔

13) مجلسیؒ، محمد باقر، *بحار الانوار*، بیروت، موسسہ الوفاء ندارد۔

14) بوکائلے، موریس، *بائیبل قرآن اور سائنس*، ترجمہ: ثناء الحق صدیقی، سیالکوٹ: وقاص پبلشرز، 2000ء۔